علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید اور ان کا مشن

☆ تحریر- قاضی محمد اسلم سیف فیروزپوری، ماموں کانجن

علامہ احسان الٰہی ظہیر مرحوم علامہ اقبال مرحوم کے اس شعر کا صحیح مصداق تھے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

علامہ احسان الٰہی ظہیر جیسے عبقری رجال لیل و نہار کی ہزاروں اور لاکھوں گردشوں کے بعد عالم وجود میں آتے ہیں۔ علامہ مرحوم کی نابغیت اپنوں اور بیگانوں سب کے یہاں مسلم تھی۔ بصیرت، فراست، ذہانت، فطانت، وجاہت، جرات، شجاعت ہر اعتبار سے وہ ہمہ جہتی انسان تھے۔ وہ جب تک زندہ رہے ابن الوقت نہیں بلکہ ابوالوقت بن کر رہے۔ ڈرنا، جھکنا، بکنا، دبنا ان کی شجاعت اور استقامت کے منافی تھا۔ وہ اپنی تقریروں میں عموماً عربی کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

انا صخرة الوادی اذا مازوحمت وا اذا نطقت فاننی جوزاء

باطل کے سامنے کمزوری دکھانا ان کے مزاج کے منافی تھا۔ پوری جرات و بے باکی سے حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر حق و صداقت کی پشتیبانی کرنا اور تلوار کی دھار پر کلمہ حق کہنا اور راست بازی کے جھنڈے کو کبھی سرنگوں نہ ہونے دینا ان کا مسلک اور موقف تھا۔

غلط کار اصحاب اقتدار کو للکارنا اور ان کے خوب لتے لینا ان کی عادت مستمرہ تھی۔ وہ مظلوم کے ساتھی ظالم کے دشمن، حق کے علمبردار جھوٹ اور باطل کے شدید مخالف تھے۔

علامہ مرحوم جب مدینہ یونیورسٹی سے فارغ ہو کر آئے پہلے الاعتصام پھر "اہلحدیث" کے رئیس التحریر بنے۔ بعد میں اپنا ماہنامہ ترجمان الحدیث لاہور سے جاری کیا۔ ان کے اداریے پڑھ لیجئے جس میں ابوالکلام کی جرات محمد علی جوہر کا سوز۔ ظفر علی خان کی راستبازی سید سلمان ندوی کی فصاحت و بلاغت صاف دکھائی دیتی تھی۔ وہ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان میں شامل ہوئے لیکن اس کی سرکاری و درباری قیادت ان کے حریت فکر کی متحمل نہ ہو سکی۔ پھر انہوں نے ان میں جرات و سرعت پیدا کرنے کی کوشش کی لیکن یہ سبک ساران ساحل ان کی تیزروی کا نہ صرف ساتھ نہ دے سکے بلکہ اپنی کج فکریوں اور کج بحثوں سے ان کی تیزروی میں رکاوٹیں ڈالنا شروع کیں---- علامہ صاحب نے ان کو خواب غفلت سے جھنجوڑنے اور راہ حق کا متلاشی بنانے کے ہر جتن کئے لیکن یہاں **لاحیات لمن تنادی**---- کی سی کیفیت تھی۔

علامہ مرحوم جب ان سے بالکل مایوس ہو گئے تو پھر تنظیم نو کی طرح ڈالی اور اہلحدیث نوجوان نیند کے متوالوں کو دعوت فکر، دعوت عمل اور دعوت انقلاب دی۔ اگرچہ ابتدائی طور پر انہیں چند

دیوانے ملے۔ لیکن ان کی دعوت ان کی پکار ان کی آواز اتنی زوردار اور اتنی جاندار تھی کہ جو سنتا وہ ان کا والہ و شیدائی ہو جاتا۔ آج اور کل اور دیکھتے ہی دیکھتے جواں مردوں' بہادروں' جیالوں' دیوانوں' پروانوں اور شاہینوں کا ایک بہت بڑا گروہ ان کے اردگرد اکٹھا ہو گیا۔

علامہ مرحوم اپنے عظیم اسلاف کی طرح نہ حلیف اقتدار بنے اور نہ حریف اقتدار۔ ان کا نقطہ نظر اور ان کی دعوت کا ایک ہی مطلب تھا کہ اولا" ہم اہلحدیث ہیں۔ ہمارا مسلک سچا اور سچا ہے۔ ہماری دعوت وہی ہے جو محدثین کی دعوت ہے۔ ہمارا مشن وہی ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پیش کیا۔ ہمارا منشور وہی ہے جس کی تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ نے دعوت پیش کی۔ ہم نہ تجدد کے حامی ہیں نہ تعصب اور تصلب کے علمبردار۔

نہ ہم تقلید جامد کے پیروکار ہیں اور نہ ہی ذہنی خلفشار اور دینی انتشار کے داعی۔ ہم دنیا کے سامنے دو ہی چیزیں پیش کرتے ہیں۔ اللہ کا قرآن اور رسول اللہ علیہ وسلم کا فرمان اور جذباتی انداز میں ایک خطاب میں انہوں نے فرمایا کہ نوجوانو! میرا مشن اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو عام کرنا ہے۔ میں دنیا کے سامنے کوئی اقتصادی' معاشی' زرعی اور سائنسی منشور لے کر نہیں آیا۔ میرا منشور یہی ہے کہ عالم اسلام میں بالعموم اور مملکت خداداد پاکستان میں بالخصوص اسلام کا مکمل نظام نافذ کراؤں۔ اور اپنے مشن کی تکمیل کے لئے زندگی بھر حکمرانوں اور باطل پرستوں سے لڑتا رہوں گا۔ اگر آپ بہادری اور استقامت سے میرا ساتھ دیں گے تو دین دنیا میں اللہ تعالیٰ آپ کو سربلندی اور کامیابی عطا فرمائیں گے۔

اگر آپ میرا ساتھ نہ بھی دیں تو میں اکیلا اپنے مشن کی تکمیل کے لئے لڑتا رہوں گا۔ تاآنکہ اسی راہ میں قربان ہو جاؤں۔ بلکہ ان کا قول تھا کہ شہید اور غازی کے سوا میں کسی دوسرے تصور کا قائل نہیں۔ اگر مشن کی تکمیل کے لئے جان کا نذرانہ پیش کرنا پڑا تو یہ کوئی چنداں پریشانی کی بات نہیں کیونکہ۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی ۔۔۔ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

خاتم النبیین کانفرنس چنیوٹ ۱۹۸۷ء کے آخری اجلاس میں علامہ صاحب جس سج دھج' شان و شوکت اور جلال و جمال سے اسٹیج پر تشریف لائے وہ منظر بھی قابل دید تھا۔ اس روز وہ اتنے خوبصورت دکھائی دے رہے تھے کہ میرے دل میں یہ وہم پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ علامہ مرحوم کو نظربد سے بچائے۔ کہیں ان کو کسی کی نظر نہ لگ جائے۔ اس دن ان کے خطاب کا انداز دیکھ کر بادشاہوں کی شان و شوکت اور جرنیلوں کی گھن گرج پیچ دکھائی دیتی تھی۔

۱۸ اپریل ۱۹۸۶ء کو لاہور میں موچی دروازہ کے سیاسی جلسہ عام کو دیکھ کر بعض اخبارنویسوں نے

اخبارات میں یہ سرخی جمائی کہ "اہلحدیث دھوپ میں" یعنی علامہ صاحب کی سحر بیانی اور شعلہ نوائی نے سامعین کو شدید موھوپ کا بھی احساس نہیں ہونے دیا۔ چنیوٹ میں جونہی علامہ صاحب کے خطاب کا اعلان ہوا بارش شروع ہو گئی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے اس میں شدت پیدا ہو گئی اور وہ موسلادھار ہو کر برسنا شروع ہو گئی۔ بارش کو دیکھ کر کچھ نوجوانوں میں ہلچل سی مچ گئی۔ علامہ صاحب نے اپنی قیمتی ٹوپی سر سی اتارتے ہوئے گرجدار آواز میں فرمایا مجھے تو تمہارے خون کی ضرورت ہے اور تم بارش سے بھاگتے ہو۔ اس رعد آسا آواز سے سامعین پر سناٹا طاری ہو گیا۔ لوگوں کے کپڑے بھیگ گئے۔ اور ٹخنوں سے اوپر پانی پہنچ گیا۔ لیکن مجال ہے کسی نے کوئی حرکت کی ہو۔ اس وقت میرے دل میں بار بار یہ خیال پیدا ہو رہا تھا کہ کاش لاہور کے اخبار نویس یہاں ہوتے تو وہ یہ سرخی جماتے کہ "اہلحدیث بارش میں" میں نے ساتھیوں سے کہا یہ مقرر ہے یا جادوگر؟ مولانا آزاد سبحانی' سید عطا اللہ شاہ بخاری اور نواب بہادر یار جنگ کی سحرالبیانی کی کہانیاں تو بہت سی تھیں لیکن امام ابن تیمیہ کے اس جانشین امام احمد بن حنبلؒ کے اس وارث اور شاہ اسمٰعیل شہید کے اس فرزند جلیل نے خطابت کی وہ روایات قائم کیں کہ ماضی اور حال میں کوئی شعلہ بیاں اور آتش نوا مقرر ان سے لگا کھاتا نظر نہیں آتا ہے۔

علامہ مرحوم نے سوئی ہوئی قوم کو جگایا۔ نوجوانوں کو خواب غفلت سے بیدار کیا۔ دین کے مشن کی تکمیل کے لئے ان میں چیتے کا جگر اور شاہین کا تجسس پیدا کیا۔ اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں اپنے ان اہلحدیث جیالوں کو شیران غاب سے بڑھ کر بہادر اور اولوالعزم بنانا چاہتا ہوں کیونکہ ان کے نزدیک ذلت کی زندگی سے بہادری کی موت ہزار درجے بہتر تھی۔ اس حقیقت سے کوئی باشعور اور عقلمند انسان انکار نہیں کر سکتا کہ اہلحدیثوں کی بیداری نظم و ضبط اور موت سے لذت آشنائی کا شوق پیدا کرنے میں علامہ مرحوم نے صدیوں کا کام سالوں میں کیا ان کی اس فقید المثال' بے باک اور جرات مند قیادت کا ہی یہ ثمرہ ہے۔ کہ منتشرالمزاج غیر منظم صحرائیوں کو نہ صرف سیاسی جماعتوں کے بالمقابل لا کھڑا کیا۔ بلکہ ان میں اپنے مقدس مشن کے لئے مر مٹنے کا جذبہ ابھارا۔

۱۹۸۶ء میں لاہور' گوجرانوالہ' سیالکوٹ' شیخوپورہ' پشاور' قصور' فیصل آباد' راولپنڈی' اوکاڑہ' ساہیوال' ملتان' حیدر آباد' اور کراچی میں بے مثال تاریخی اجتماعات کر کے سیاسی جماعتوں اور حکمرانوں کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا تھا۔ ان کے بالمقابل مرکزی جمعیت اہل حدیث ایک بھی کامیاب جلسہ نہ کر سکی۔ جماعت اسلامی کی ہمیشہ یہ تکنیک رہی ہے کہ ملک میں ایک جلسہ کر کے وہ اپنی قوت کا مظاہرہ کرتے ہیں اور یوں اپنے منظم اور مربوط ہونے کا دعوٰی کرتے ہیں۔

۱۸ اپریل ۱۹۸۶ء لاہور کے جلسہ کو دیکھ کر جماعت اسلامی والوں نے تبصرے کئے کہ ایک جلسہ کر لینا تو کوئی چنداں مشکل نہیں۔ آئندہ دیکھا جائے گا۔ جب یہ کوئی اور جلسہ کریں گے۔ جب یہ

بات علامہ صاحب کو پہنچی تو انہوں نے ایک کی بجائے بیسیوں جلسے ایک سے بڑھ کر ایک کئے۔

یہ سب ان کی قیادت کی جراتوں کا ثمرہ تھا۔ نوجوان مبلغین' اور نوجوان علماء کے وہ ھالہ بنے ہوئے تھے۔ جیسے کوئی آدمی لمبے سفر پر جانے سے پہلے اپنے کام کاج سرعت اور تیز رفتاری سے کرتا ہے۔

ایسے ہی معلوم ہوتا ہے علامہ صاحب کو خدا تعالیٰ کے ہاں جانے کی تیزی نے ان سے تیز تیز وہ عقد ہائے لاینحل حل کرائے اور ایسی ایسی گتھیاں سلجھوائیں کہ جن کے حل اور سلجھانے کے لئے ایک وقت درکار ہے علامہ صاحب نہ اقتدار کے ماتھے کا کبھی جھومر بنے اور نہ ہی حکمرانوں کے فتراک کا نخچیر ثابت ہوئے۔ بلکہ تلوار کی دھار پر ہمیشہ کلمہ حق کہا۔ حکمرانوں کی آنکھوں مین آنکھیں ڈال کر راستبازی کا پرچم بلند رکھا۔

نکل جاتی ہو سچی بات جس کے منہ سے مستی میں
فقیہہ مصلحت بیں سے وہ رند بادہ خوار اچھا

موجودہ حکمران تو کوئی بات ہی نہیں۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر نے جنرل محمد ضیاء الحق کو کبھی پلے نہیں باندھا تھا۔ حرم مکہ میں اتفاقیہ ملاقات پر جب ضیاء الحق صاحب نے علامہ صاحب سے دریافت کیا کہ آپ میری مخالفت کیوں کرتے ہیں۔ علامہ صاحب نے فرمایا کہ تم اسلام نافذ کرو یا اس کا نام نہ لو۔ اگر تم اسلام نافذ کرو تو ہم تمہارے دست راست اور خادم ہیں اگر اسلام کے بارے میں نفاق کا یہی انداز رکھا تو ہم ہر میدان میں تمہاری ڈٹ کر مخالفت کریں گے۔ علامہ مرحوم کا یہ موقف تھا کہ یہ خطہ پاکستان مسلسل دو سو سال کی قربانیوں کے بعد حاصل ہوا۔ اس کی بنیادوں میں ہزاروں لاکھوں شہیدوں کا لہو ڈالا گیا ہے۔ ہزاروں بہو بیٹیوں کی عصمتیں اور ہزاروں مساجد کی قربانیاں اس خطہ کے قیام کا پس منظر ہیں۔

پاکستان کی تعمیر لاکھوں بچوں' بوڑھوں' جوانوں اور معصوم ماؤں بہنوں کی ہڈیوں پر تعمیر کی گئی ہے۔ ہم کسی قیمت پر یہاں کفر نہیں آنے دیں گے ہم اسلام اور کتاب و سنت کے نفاذ کے لئے اپنی جانوں پر کھیل جائیں گے۔ لیکن کسی بدبخت کو اسلام کے خلاف پیوند کاری کی اجازت نہیں دیں گے۔

ہائے یہ کتنے دکھ کی بات ہے کہ جو شخص کتاب اللہ اور سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتا ہوا اپنے قافلے سمیت جام شہادت نوش کر گیا۔ انہیں بدبخت انسانوں اور بدنصیب زبانوں نے شہید کی بجائے قتیل کہا۔ خالق کائنات کی کرشمہ سازی دیکھئے کہ وہی زبانیں اور وہی بدبخت انسان جو علامہ صاحب اور ان کے ساتھیوں کو شہید نہیں کہا کرتے تھے ان سے ایک ایسے شخص کو شہید کہلوایا جو نفاق و تضاد کا مجسمہ تھا اور ایک ہوائی حادثہ میں ہلاک ہوا۔ یہ بدبخت انسان اس کو شہید شہید کہنے کی تسبیحیں نکالتے ہیں اور کتاب و سنت پر قربان ہونے والوں کے بارے میں ان کی زبانیں

گنگ ہو گئی ہیں---- جب سے بہاولپور کا ہوائی حادثہ پیش آیا تھا الطاف قریشیوں' صلاح الدینوں' عبدالرحیم اشرفیوں اور اس کیٹاگری کے دیگر اخبار نویسوں نے ہر سال شہدائے بہاولپور کے نمبر نکالنے شروع کئے تو راقم نے اب یہ اپنے ذمہ فرض قرار دیا ہے کہ ریل گاڑیوں' بسوں' ٹرکوں' ٹریکٹروں' موٹر سائیکلوں' بائیسکلوں' گدھا گاڑیوں وغیرہ کے سلسلہ میں جو آدمی ہلاک ہو جائے اسے شہید کہوں اور شہید کہتا ہوں۔

علامہ مرحوم کے تین ساتھی مولانا حبیب الرحمان یزدانی' مولانا عبدالخالق قدوسی' اور جناب محمد خان نجیب تو اسی دن شہید ہو گئے تھے۔ علامہ مرحوم کا ۳۳ فیصد جسم اور بائیں آنکھ بم کی وجہ سے ضائع ہو گئے جب راقم نے میوہسپتال میں علامہ مرحوم کو اس حالت میں دیکھا تو ضبط نہ کر سکا۔ میرے خیال میں فوراً یہ بات آئی کہ نازونعمت سے پلا ہوا یہ شہزادہ کتنی تکلیف میں ہے۔ مجھے اپنی روایتی گھن گرج سے آواز دے کر آگے بلایا اور کہا تم خود روتے ہو اوروں کو کیسے چپ کراؤ گے۔ یہ میرے لئے انوکھی اور نرالی بات نہیں جب یہ انبیاء علیہم السلام کا مشن ہے تو انبیاء علیہم السلام کو کبھی کسی نے سپاسنامے قرارداد یا خراج تحسین پیش نہیں کی۔ چونکہ میرا مشن بھی انبیاء کا مشن ہے میں ان نتائج سے پہلے ہی باخبر تھا۔ مجھے مسرت ہے کہ اللہ پاک نے میری قربانی قبول فرمالی۔ اس لئے تم ضبط کرو اور میرے جیالوں تک یہ پیغام پہنچا دو کہ رونے دھونے' آہ و فغاں' حزن و ملال سے میرے مشن کو نقصان پہنچتا ہے۔ مجھ سے تمہاری سچی محبت و عقیدت کا تقاضا یہ ہے کہ جس مشن پر میں قربان ہو رہا ہوں اس کو کبھی فراموش نہ کرنا میرے مشن کے جھنڈے کو کبھی سرنگوں نہ ہونے دینا اور اس مشن کی تکمیل کے لئے مرمٹنے کا ولولہ تازہ ہمیشہ قائم رکھنا جو میرا ساتھی میرے اس مشن سے روگردانی کرے گا میں اسے کبھی معاف نہیں کروں گا۔ میرا مشن کوئی دنیوی کاروبار نہیں وہ اللہ کے قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی اشاعت ہے۔ میرا مشن وہی ہے جو تمام انبیاء علیہم الصلوۃ کا مشن تھا۔ میری دعوت وہی ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رضی اللہ عنہم کی دعوت تھی۔ میرا منشور محدثین کا مشن ہے۔ اس لئے میری زندگی کے بعد میرا سچا محب وہ ہے جو میرے مشن کو ہرحال میں جاری رکھے گا۔

اللہ اللہ! علامہ شہید کو زندگی کے آخری لمحات میں دینی مشن کو جاری رکھنے کی فکر دامن گیر ہے اور مجھے اپنے آخری لمحات میں یہی وصیت فرمائی۔ الحمد اللہ ثم الحمد اللہ اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ علامہ شہید کی وصیت کے مطابق وقف ہے اور خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ علامہ صاحب اور ان کے مشن سے اپنے میں سرمو فرق پیدا نہیں ہوا۔ میں پہلے بھی ان کا سپاہی تھا اب بھی ان کا سپاہی ہوں۔ پہلے بھی ان کا وفادار تھا اب بھی میری وفاداری میں ذرہ برابر تردد پیدا نہیں ہوا۔ پہلے بھی ان کو اپنا قائد تسلیم کرتا تھا اب بھی ان کو اپنا قائد مانتا ہوں۔

"علامہ احسان الٰہی ظہیر ایک عہد ایک تحریک" علامہ مرحوم سے میری سچی محبت و عقیدت صحیح وفاداری کا نتیجہ ہے اور اب واشگاف الفاظ میں اعلان کرتا ہوں کہ زندگی بھر علامہ صاحب کے مشن سے کبھی بے وفائی نہ کروں گا نہ کرنے دوں گا۔۔۔۔ کتنے دکھ کی بات ہے کہ وہ "علمائے کرام" اور "مبلغین عظام" جن پر علامہ مرحوم کے ہزارہا احسانات ہیں وہ علامہ مرحوم کو کیوں فراموش کر گئے؟ اور ان کے مشن سے کیوں بے وفا ہو گئے؟ حالانکہ علامہ مرحوم نے ان میں قوت گویائی کی جرات پیدا کی حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کا سلیقہ سکھایا۔ مجلسی آداب سے انہیں آشنا کیا اپنے فیض صحبت سے انہیں عالم کے ساتھ ساتھ لیڈر بنایا ان میں سیاسی نشیب و فراز سمجھنے کی صلاحیتیں اجاگر کیں۔ اور اپنی قیادت میں لے کر انہیں قافلہ حریت اور کاروان حق و صداقت بنایا جو علماء اور مبلغین اپنے بازوؤں کو ہلا ہلا کر اپنے گلوں کو پھاڑ پھاڑ کر اپنے پھیپھڑوں کی پوری قوت سے میرا قائد کہتے نہیں تھکتے تھے۔ آج وہ کہاں ہیں؟ وہ لوگ جو علامہ مرحوم کے ٹکڑوں پر پلے تھے اب وہ کس مکروہ انداز میں علامہ کا تذکرہ کرتے ہیں۔ کتنی شرمناک بات ہے کہ پوری منصوبہ بندی اور کوشش سے علامہ صاحب کا تذکرہ ختم کیا جا رہا ہے۔ اور علامہ کے شیدائیوں کو جماعت سے دور کیا جا رہا ہے۔ بوقت ضرورت اس کی بے شمار مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ نجی مجلسوں میں علامہ کی کردار کشی کی جا رہی ہے بعض بونے اور ٹٹ پونجئے جو بظاہر علامہ کے بڑے شیدائی بنے پھرتے ہیں۔ اب وہ علامہ کے مخالفوں سے محبت کی پینگیں بڑھا رہے ہیں۔

ستم بالائے ستم یہ ہے کہ تین سال مسلسل اپنے جلسوں اور جلوسوں میں جنہیں علامہ کا قاتل کہتے رہے ہیں آج علامہ مرحوم کو فراموش کر کے ان کے سایہ عاطفت میں چلے گئے ہیں جب کہ انہوں نے اس بارے میں ان سے نہ وضاحت طلب کی ہے اور نہ ہی انہوں نے اپنے بارے میں کوئی وضاحتی بیان دیا ہے اور نہ ہی ان ڈیڑھ بالشتیوں نے اس باب میں جماعت کو اعتماد میں لیا ہے۔ پنجابی کا محاورہ ہے۔ "ماسی نوں ہتھ پاواں تے کتھوں پاواں" یعنی خالہ کو میں کہاں سے ہاتھ لگاؤں ہم علامہ کی ہڈیوں پر اپنے محل تعمیر کرنے والوں کے بخئے ادھیڑ سکتے ہیں۔ ان کی دھجیاں بکھیر سکتے ہیں لیکن سب سے بڑی رکاوٹ یہی ہے کہ خالہ پر کہاں سے ہاتھ ڈالوں اور مجھے کھل کر کہنے دیجئے کہ علامہ مرحوم سے بے وفائی اور ان کے مشن سے غداری کرنے والوں کو اگر بے نقاب کرتا ہوں تو اس میں "کچھ پردہ نشینوں" کے نام آتے ہیں۔

علامہ مرحوم کے ان بے وفاؤں اور غداروں کو آخری وارننگ دیتا ہوں کہ تم اپنی روش بدلو۔ اپنے انداز میں تبدیلی پیدا کرو اپنے اس عملی تضاد اور نفاق سے توبہ کرو۔ علامہ مرحوم کے بارے میں زبان طعن دراز کرنا بند کر دو اور خدا کی تلوار بن کر کہتا ہوں کہ اس فعل شنیع سے باز آ جاؤ ورنہ تم پر علامہ کے شیدائی قہر الٰہی بن کر ٹوٹ پڑیں گے نہ تم گھر کے رہو گے نہ گھاٹ کے رہو گے۔ کتنی

ستم ظریفی ہے کہ علامہ مرحوم کے شاہینوں اور شیدائیوں کو جماعت سے اس طرح نکالا جا رہا ہے جیسے آٹے سے بال نکالا جاتا ہے۔ نااہلوں' نالائقوں' قصیدہ خوانوں اور میراثی زبانوں کو آگے لایا جا رہا ہے۔ ہر ذہین و فطین صاحب الرائے و صائب الرائے' راستباز' صاف گو' معاملہ فہم' جرات مند' تابناک اور بے داغ ماضی رکھنے والا انسان تمہارے لیئے ناقابل برداشت ہے اسی ذات شریف کو پسند کیا جا رہا ہے جو تمہاری ہاں میں ہاں ملائے۔

تمہارے اس مکروہ انداز سے جماعت آئے روز زوال پذیر ہے۔ انتشار بڑھ رہا ہے خودغرض انسانوں کی چاندی ہی چاندی ہے۔ علامہ مرحوم نے جن سیاسی نااہلوں اور علم سے محروم انسانوں سے زندگی بھر جہاد کیا آج تم نے انہیں اپنے سروں پر لا بٹھایا ہے۔ بتایئے اس سے زیادہ علامہ صاحب سے بے وفائی اور ان کے مشن سے غداری کیا ہو سکتی ہے؟

جذبات میں زبان قلم پر کوئی ناملائم لفظ آگیا ہو تو اس کی معذرت چاہتا ہوں۔

مراد ما نصیحت بود کردیم   حوالت باخدا کردیم رفیتم

ابراہیم
کشمینا
انٹرنیشنل
کشمینا اُون جیسی کوئی اُون نہیں
ابراہیم سپنرز
۶۲۔ شاہ عالم مارکیٹ لاہور
فون :- ۶۶۱۳۵ — ۳۲۴۶۸۲ — ۲۲۴۱۹۰